بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم الاتوار
The Daily ALFAZL RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
قیمت ۳۵ پیسے
جلد ۶۷/۳۲ | ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ ۔ ۱۹ نبوت ۱۳۵۷ ہش ۔ ۱۹ نومبر ۱۹۷۸ء | نمبر ۲۶۳

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

# جو لوگ اپنے ایمان پر استقامت دکھاتے ہیں اُن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے

## فتنوں اور مصائب میں استقامت دکھانے والے اس قابل ہوتے ہیں کہ اُن پر فرشتے اُتریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

### ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ : ۳۱)

ترجمہ:- وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے پھر استقامت کے ساتھ اس عقیدہ پر قائم ہو گئے اُن پر فرشتے اُتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنّت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

### حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (مسلم)

ترجمہ:- (ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ کوئی ایسی بات بتائیں جس کے بعد کچھ اور پوچھنے کی ضرورت نہ رہے اِس پر حضورؐ نے فرمایا) تم یہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر استقامت کے ساتھ اس پر قائم ہو جاؤ۔

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا
یعنی جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور پھر اُنہوں نے استقامت دکھائی ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فرشتوں کا نزول ہو اور مخاطبہ نہ ہو نہیں بلکہ وہ انہیں بشارتیں دیتے ہیں۔ یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہیں ہے۔ استقامت بہت مشکل چیز ہے یعنی خواہ ان پر زلزلے آئیں، فتنے آئیں وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکھ میں ڈالے جائیں مگر ان کی استقامت میں فرق نہیں آتا اُن کا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ ان پر خدا تعالیٰ کے فرشتے اتریں اور انہیں بشارت دیں کہ تم کوئی غم نہ کرو۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۲۰)

## اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۹ نومبر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-
طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ
احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہر لحظہ حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

میرے چچا جان محترم ڈاکٹر عبد المنان خان صاحب پرنسپل نیوکلیر انجینئر ابن محترم ملک عبد المالک خان صاحب صدر حلقہ سول لائن لاہور کا پتّہ کا میجر اپریشن ۱۴ نومبر ۱۹۷۸ء کو نیویارک (امریکہ) میں ہوا ہے۔
احبابِ جماعت سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپریشن کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور لمبی صحت والی زندگی عطا فرما دے۔ آمین
(خاکسار اظہر نعیم خان)

## جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے ابھی سے فکر کریں

حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-
"کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں شامل ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسّر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسّر ہو جائیگا .... حتیّ الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے مواقع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حدِ اختیار سے باہر ہو جائے۔" (آسمانی فیصلہ)
(ناظر اصلاح و ارشاد)

لازمی چندہ جات کی ادائیگی ماہ بماہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔
(ناظر بیت المال آمد - ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سیّد عبد الحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۷ر ذوالحجہ ۱۳۹۸ ھج
۱۹ر نبوت ۱۳۵۷ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ہر قسم کے نقصان سے مبرّا انتہائی نفع مند تجارت

انسان دنیا میں تجارت نفع کمانے کی غرض سے کرتا ہے لیکن تجارت میں نقصان اٹھانے کا دھڑکا بھی لگا رہتا ہے اور بعض اوقات تاجر کو اتنے شدید نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے کہ وہ مالی اعتبار سے بالکل تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ نقصان کے ان خدشات کے باوجود لوگ تجارت میں اپنا سرمایہ لگاتے ہیں۔ مزید برآں بعض تاجر نقصان سے بچنے کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے جہاں دنیوی تجارت میں امانت و دیانت کے زریں اصولوں پر کاربند رہنے کی تلقین کی ہے اور ناجائز ذرائع اختیار کر کے نقصان سے بچنے اور نفع کمانے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے وہاں مومنوں کو ایک ایسی تجارت میں بھی سرمایہ لگانے کی ترغیب دی ہے جو نقصان اٹھانے اور تباہی سے دوچار ہونے کے خدشہ سے یکسر پاک ہے اور نہ صرف یہ بلکہ اس کا سراسر نفع پر منتج ہونا یقینی ہے۔ فی الوقت اس انتہائی نفع مند تجارت پر روشنی ڈالنا ہمارے پیش نظر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس انتہائی نفع مند تجارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

(فاطر آیات ۳۰، ۳۱)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور نماز (باجماعت) ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (خدا کے راستہ میں) خفیہ بھی اور ظاہر بھی خرچ کرتے ہیں وہی درحقیقت ایسی تجارت کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال کے پورے پورے اجر دے گا اور ان کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے گا اس لئے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بہت قدر کرنے والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ بجا لانے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کو نہ صرف تجارت سے تعبیر کیا ہے بلکہ اسے ایسی تجارت قرار دیا ہے جس میں نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس تجارت کے کبھی تباہ نہ ہونے کی وجہ کا اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ لوگ دنیا میں تجارت کے اندر نقصان اس لئے اٹھاتے ہیں کہ وہ خرید و فروخت کا معاملہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ کر رہے ہوتے ہیں۔ خریداروں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ کم سے کم قیمت پر زیادہ سے زیادہ مال خریدیں جبکہ تاجروں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کر کے زیادہ سے زیادہ نفع کمائیں۔ منڈیوں میں اُتار چڑھاؤ کی کیفیت بسا اوقات نفع کو مخدوش بنا دیتی ہے وہ تاجروں کو نفع کی بجائے نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ برخلاف اس کے جس تجارت کے کبھی تباہ نہ ہونے کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے وہ بندے اور خدا کے درمیان ہوتی ہے۔ بندے کی حیثیت بائع کی ہوتی ہے اور خریدنے والا خود خدا ہوتا ہے۔ مال کی قیمت بندہ نہیں لگاتا نہ وہ دوسرے سے قیمت کا کوئی مطالبہ کرتا ہے کیونکہ اس کا مال خدا ہی کا عطا کردہ ہوتا ہے۔ خدا خود اپنے مال کو بندہ کا قرار دے کر اسے خریدتا ہے اور خریدار ہونے کے ناطے قیمت خود لگاتا ہے اور لگاتا بھی ہے اتنی زیادہ کہ اُس تک بندہ کے تخیل کی پرواز جا ہی نہیں سکتی۔ اسی لئے جو بندے اِن معنوں میں خدا کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کے مال کو قبول کر لیتا ہے اُن سے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اِس سودے پر خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے تمہاری توقع یا امید نہیں بلکہ تخیّل کی حدود سے بھی کہیں بڑھ کر قیمت لگائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس نرالی تجارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

(التوبہ آیت ۱۱۱)

ترجمہ:۔ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو (اس وعدہ کے ساتھ) خرید لیا ہے کہ ان کو جنّت ملے گی (کیونکہ) وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں۔ پس (یا تو وہ) اپنے دشمنوں کو مار لیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اُس پر لازم ہے (اور) تورات اور انجیل (میں بھی بیان کیا گیا ہے) اور قرآن میں بھی۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے۔ پس (اے مومنو!) اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر عظیم احسان ہے کہ وہ خود ہی اُنہیں جان اور مال عطا کرتا ہے اور پھر اپنی اس عطا کا خریدار بن کر اسے جنّت کے وعدہ پر اُن سے خریدتا ہے۔ جنّت کے وعدہ میں اس نے فی الاصل دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں اجر بے حساب کا یقین دلایا ہے کیونکہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۝ (الرحمٰن آیت ۴۷) کی رُو سے مومن کو دنیا اور آخرت دونوں میں جنّت عطا کی جاتی ہے۔ سو گویا مومن کو جانی اور مالی قربانیوں کا دنیا اور آخرت دونوں میں اجر بے حساب ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ مالی قربانیوں کے نتیجہ میں اسی دنیا میں سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا کرتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

(البقرہ آیت ۲۶۲)

ترجمہ:۔ جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے اس فعل کی حالت اس دانہ کی حالت کے مشابہ ہے جو سات بالیں اُگائے اور ہر بالی میں سَو دانہ ہو (یعنی ایک دانہ کے عوض سات سَو دانے پیدا ہوں) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (اس سے بھی) بڑھا (بڑھا) کر دیتا ہے اور اللہ وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

ظاہر ہے وہ تجارت کیسے تباہ ہو سکتی ہے یا اس میں کسی نقصان کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے جس میں خدا تعالیٰ خریدار کی حیثیت سے اس دنیا میں خود ہی سات سو گُنا سے بھی بڑھا بڑھا کر قیمت ادا کرنے کی ضمانت دیتا ہے اور اگلے جہان میں بائع کے لئے جنّت مقدر کر دیتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے مومنوں کے متعلق فرمایا يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ اور اسی لئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ؕ

## جلسہ سالانہ کے موقع پر لیڈی ڈاکٹروں کی ضرورت

مستورات کی قیام گاہوں میں ڈیوٹی دینے کے لئے دو تین لیڈی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ ایسی لیڈی ڈاکٹرز اپنے نام ابھی سے بھجوا دیں تا ان کی ڈیوٹی لگا دی جائے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اسلامی نظامِ زکوٰۃ

مکرم انعام الحق صاحب کوثر۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۲)

## مصارف زکوٰۃ:

اسلام نے حکومتی نظام کے چلانے کے لئے زکوٰۃ کو رکھا مگر اس کے ساتھ ساتھ بعض اشیاء کی طرف خصوصی توجہ دلانے کے لئے ان مدات کا بھی ذکر کر دیا کہ جن پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جائے چنانچہ فرمایا:-

"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ" (توبہ)

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے سات مصارف بیان کئے ہیں:-

اول: فقراء کے لئے خرچ کی جائے۔

دوم: مساکین۔

سوم: جو زکوٰۃ کی وصولی کیلئے کام کریں۔

چہارم: تالیفِ قلوب کے لئے اسے خرچ کیا جاسکتا ہے۔

پنجم: افراد کو غلامی سے نجات دلانے کیلئے

ششم: ایسے افراد پر جن پر کوئی چٹی پڑ جائے اور وہ حادثاتِ زمانہ کی وجہ سے قرضے تلے دب جائیں اور اسے خود ادا کرنے کے قابل نہ رہیں۔

ہفتم: مسافروں کے لئے۔

یہ سات مصارف اسلام نے زکوٰۃ کے خاص طور پر بیان فرمائے ہیں۔ ورنہ حکومتی نظام میں حکومت کو جس قسم کی بھی ضروریات پیش آئیں گی۔ ان کی ادائیگی بیت المال سے ہوگی جس میں کہ زکوٰۃ کی رقم جمع ہوگی۔ ان سات مصارف کا ذکر خاص توجہ دلانے کے لئے کر دیا۔

## بیکاروں کے گذارہ کیلئے انتظام:

اسلام نے بیکار لوگوں کے لئے بھی یہ ہدایت دی ہے کہ ان کی ضروریات زکوٰۃ کی رقم سے پوری کی جائیں۔ چنانچہ "مسکین" کے لفظ میں بیکاری کا مفہوم بھی شامل ہے اسی طرح "وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" (ذاریات) میں بھی "محروم" کے لفظ سے بیکار لوگوں کی طرف اشارہ ہے کہ جو آمدن اور مال سے محروم ہوں۔ بوجہ اپنی کمزوری کے ان کے گذارہ کے لئے بھی مال کا ایک حصہ نکالنا ہے اور وہ زکوٰۃ ہے۔

چنانچہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے بھی اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ آپ بیکار رہنے والے لوگوں کو گذارہ کے لئے رقم دیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت مالک بن حزام رضؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار جا کر رقم طلب کرتے تھے آخر آپ نے انہیں فرمایا:-

"الید العلیا خیر من الید السفلیٰ"

کہ دیکھو مانگنے والے ہاتھ سے دینے والا ہاتھ بہتر ہوتا ہے۔ یعنی اب تم مانگنا ترک کر دو اور کمانے کی کوشش کرو۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے کام تلاش کیا اور پھر ساری عمر کسی سے کچھ نہ مانگا۔

## اسلامی نظام زکوٰۃ کی دوسرے نظاموں پر فوقیت:

اسلام میں جو نظام زکوٰۃ پیش کیا گیا اس میں زکوٰۃ کے وجوب کے لئے ایک حد اور شرط رکھی ہے اور اس کی میعاد کی بھی تعیین کی گئی ہے تاکہ کسی طور پر بھی کوئی غریب و مسکین شخص زکوٰۃ کے بوجھ تلے نہ دب جائے اور پھر یہ کہ مختلف اجناس کی مختلف شرحیں مقرر کیں اور مختلف تعداد اور مقدار پر مختلف شرح رکھی۔ ایک حد یا نصاب کی مثال اس طرح ہے کہ ایک سے چار اونٹ تک کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ایک سے لے کر ۳۹ بکریوں تک کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ایک سے ۲۹ گائے بھینس اور بیل پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور غلہ و پھل میں پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ سونے کی صورت میں پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں اور چاندی دو سو درہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔

گویا اسلام نے کوشش کی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کی ادائیگی صرف امراء پر ہی پڑے غرباء کے لئے یہ بوجھ نہ بن جائے اور پھر جب اس کی ادائیگی تو ہوتی ہی غرباء کی امداد کے لئے ہے تو اس صورت میں اگر خود غرباء کو ادائیگی کرنی پڑے تو پھر فائدہ کیا اور ایسی بات خدائی نظام میں نہیں ہو سکتی اس کے برعکس یہود کی شریعت میں زکوٰۃ کے غریب و امیر دونوں ہی پابند ہیں یعنی قابلِ غور بات یہ ہے کہ غریب کو بھی اس کا پابند رکھا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"جب تمہاری جانوں کے کفارہ کے لئے خداوند کی نذر دی جائے تو دولت مند نیم مثقال سے زیادہ نہ دے اور غریب اس سے کم دے۔"

(خروج باب ۳ آیت ۱۴)

ایک طرف تو غریب کو بھی اس کی ادائیگی کا پابند کیا اور دوسری طرف امیر کو بھی اس سے زیادہ دینے سے منع کیا۔ جبکہ اسلام میں اس کے برعکس زکوٰۃ کا بوجھ صرف ان لوگوں پر ڈالا گیا جو آسانی سے زکوٰۃ ادا کر سکیں اور پھر یہ کہ زیادہ امیر شخص سے اس کی دولت کے مطابق زیادہ کا مطالبہ کیا گیا۔

پھر اسلام نے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مال کے ایک سال تک پڑے رہنے کی بھی شرط رکھی ہے یعنی جب نصاب تک پہنچنے والے مال پر ایک سال کی میعاد گزر جائے تب ہی زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ گویا روزمرہ کی اشیاء سے زکوٰۃ کا وجوب ہٹا دیا جبکہ اس ضمن میں ایسی اشیاء بھی آجاتی ہیں جو زیادہ دیر تک نہ رہ سکتی ہوں۔

بنی اسرائیل میں زکوٰۃ کی تین ترعات ملتی ہیں:-

اوّل: زمینی پیداوار اور جانوروں پر عشر۔

دوم: ہر بیس برس یا اس سے زائد عمر والے پر آدھ مثقال واجب

سوم: کھلیان کی بالیاں جو کونوں گوشوں میں رہ جائیں۔ غرباء کے لئے چھوڑ دی جائیں اور یہ ہر تین سال کے بعد

### پیداوار اور جانوروں پر عشر:

احبار باب ۲۷ آیت ۳۲-۳۰ میں ہے:-

"اور زمین کی پیداوار کی ساری دہ یکی خواہ وہ زمین کے بیج کی یا درخت کے پھل کی ہو۔ خداوند کی ہے ......... اور گائے بیل اور بھیڑ بکری یا جانوروں کے جو چرواہے کی لاٹھی کے نیچے سے گزرتا ہے ان کی دہ یکی یعنی دس کے پیچھے ایک ایک جانور خداوند کے لئے پاک ٹھہرے"

اس میں ایک تو تمام جانوروں کے لئے زکوٰۃ کی ایک ہی شرح رکھی اور دوم یہ کہ مقدار بہت زیادہ ہے کہ جس کی ادائیگی عام انسان سے بہت مشکل ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے ایک خاص مناسبت سے زکوٰۃ مقرر کی اور زکوٰۃ کے وجوب کے لئے مالیت کی ایک حد مقرر کی کہ جہاں سے زکوٰۃ شروع ہوتی ہے اور پھر اس میں باہم مناسبت بھی رکھی۔ ان کی قیمتوں اور قدروں کو مدنظر رکھ کر مثلاً ایک سے چار اونٹ پر کوئی زکوٰۃ نہیں لیکن بکریوں کے لئے ایک سے ۳۹ تک شرح نہ رکھی اس لئے کہ بکریوں کی قیمت اونٹ کی قیمت کی نسبت کافی کم ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی قدر کو دیکھ کر زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا گیا لیکن اس کے برعکس اسرائیلی شریعت کے مطابق ایک شخص جو دس بکریوں کا مالک ہو اسے ایک بکری اور جو دس اونٹوں کا مالک ہو اسے ایک اونٹ دینا ہوگا۔ اونٹ والے شخص کے لئے تو شاید آسانی ہوگی مگر وہ شخص جو پہلے ہی کل دس بکریوں کا مالک ہے اس سے اگر ایک بکری طلب کر لی جائے تو اس کے لئے بہت تکلیف دہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ تو پہلے ہی بہت غریب ہے لیکن اسلام نے بکریوں کی زکوٰۃ کے لئے چالیس کی حد رکھی تاکہ کسی غریب شخص کے لئے باعث ضرر بن سکے اور غریب انسان خود بخود اس سے مستثنیٰ ہو جاتے۔

پھر یہ کہ اسرائیلی شریعت میں مقدار بھی بہت زیادہ ہے۔ اس لئے یہود اس پر کاربند بھی نہیں ہیں گویا ان کا عمل خود اس کے خلاف ہے۔ گویا شریعت ان کے لئے باعث بارگراں ٹھہری۔

پھر اس زکوٰۃ کا مصرف یہ بیان کیا کہ:-

"بیت المقدس پر خرچ کیا جائے۔ خود کھائے اور پھر خوب کھلائے اور لاویوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah



تقسیم کرے۔ پھر چیخ جائے
تو یتیموں کو کھانا کھلائے۔
(استثنا باب ۱۴ آیت ۲۹، ۲۶)

اور یہ ہر تیسرے سال واجب ہے۔ نہ لاویوں سے کچھ پتا ملتا ہے نہ یتیموں کی خبر گیری ہو سکیگی۔ پھر یہ کہ ایک غریب شخص کو اس کی حاجت کے لئے تین سال کا انتظار کرنا ہوگا۔ پھر سمجھ نہیں آتی کہ تین سال کی مدت رکھنے میں حکمت کیا ہے؟

اس کے برعکس اسلام نے قریبی مدت رکھی تا ایک تو غریب انسان کی حاجت پوری ہو سکے اور پھر یہ کہ ہر سال دینے سے اس کو دینے کی عادت پڑ جائے اور اس کی طبیعت پر گراں نہ ہو لیکن اس کے برعکس یہاں تین سال کی مدت رکھی گئی جس سے ایک تو غریب انسان کو ایک لمبے عرصہ تک انتظار کرنا ہوگا۔ دوسرا یہ کہ چونکہ انسان اس کا عادی نہ ہوگا۔ (اس لئے کہ تین سال کے بعد ادائیگی ہوگی) اس لئے اس پر اس کا دینا گراں ہوگا۔ اور اس سے یہ ادائیگی نہ ہو سکے گی۔

## آدھ مثقال برائے خیمہ اور بیت المقدس کی تعمیر

"جب تو بنی اسرائیل کا شمار کرے تو جتنوں کا شمار ہو وہ فی مرد شمار کے وقت اپنی جان کا فدیہ خداوند کے لئے دیں...... ہر ایک جو نکل نکل کر شمار کئے ہوؤں میں ملتا جائے وہ مقدس کی مثقال کے حساب سے نیم مثقال دے..... یہ مثقال خداوند کے لئے نذر ہے جتنے بیس برس کے یا اس سے زیادہ عمر کے نکل نکل کر شمار کئے ہوؤں میں ملتے جائیں ان میں سے ہر ایک خداوند کو نذر دے۔ جب تمہاری جانوں کے کفارہ کے لئے خداوند کی نذر دی جائے تو دولتمند نیم مثقال سے زیادہ نہ دے اور نہ غریب اس سے کم دے"

اول یہ عمر کی شرط رکھے جانے کی حکمت کچھ بھی نہیں آتی۔ حالانکہ بیس برس سے کم عمر والے افراد بھی کام کاج کر سکتے ہیں اور مثقال دے سکتے ہیں۔ پھر اس عمر کی شرط کی ضرورت؟ اس لئے اسلام نے اس میں عمر کی کوئی شرط نہیں رکھی بلکہ مال کی بڑھوتی اور اس پر ایک سال کی میعاد کا گذرنا رکھا ہے۔ اس طور پر ایک چھوٹے یتیم بچے کے مال پر بھی زکوٰۃ ہوگی لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام نے یہ نصیحت بھی کردی کہ دیکھو یتیم بچے کے مال کو رکھے نہ رہو کہ زکوٰۃ اس کے مال کو کھا جائے بلکہ اسے کاروبار میں لگاؤ اور اس کے مال کو بڑھاؤ۔

الغرض اسلام نے زکوٰۃ کے لئے عمر کی شرط نہیں رکھی بلکہ مال کثیر پر ایک سال کی میعاد کا گذرنا رکھا ہے جو اولیٰ اور مناسب ہے۔

پھر اس حکم میں اسرائیلی شریعت نے امیر و غریب کو برابر رکھا ہے کہ غریب بھی اسی قدر دے اور امیر بھی اس سے بڑھ کر نہ دے حالانکہ امیر آدمی اس سے بڑھ کر دے سکتا ہے اور اسے دینا چاہیئے تھا اور اس سے لینا بھی چاہیئے تھا مگر یہاں ایک تو غریب کو بھی اس کا مکلف ٹھہرایا گیا اور پھر امیر کو بھی زیادہ دینے سے روک دیا گیا جبکہ اسلام نے غرباء کو زکوٰۃ کا مکلف نہیں رکھا بلکہ اس طور پر شرح مقرر کی ہے کہ غریب پر زکوٰۃ کا بوجھ پڑتا ہی نہیں ہے

## زکوٰۃ کی تیسری صورت:

"اور جب تو اپنی زمین کی پیداوار کی فصل کاٹے تو تو اپنے کھیت کے کونے کونے تک پورا نہ کاٹنا اور نہ کٹائی کی گری پڑی بالیوں کو چن لینا اور تو اپنے انگورستان کا دانہ دانہ نہ توڑ لینا اور نہ اپنے انگورستان کے گرے ہوئے دانوں کو جمع کرنا ان کو غریبوں مسکینوں اور مسافروں کے لئے چھوڑ دینا"
(احبار باب ۱۹ آیت ۹-۱۰)

اول تو یہاں مقدار کی تعیین نہیں کی گئی کہ کس قدر چھوڑ دی جائے جبکہ انسان کی طبیعت میں حرص اور لالچ کی کثرت ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اسی قدر ہی اس کے لئے چھوڑیگا جو اس کے لئے مناسب ہے اور پھر اسے مناسبت کا علم ہو بھی کیسے؟ حالانکہ اس چیز کا علم تو خود شریعت دیتی ہے لیکن وہ تو اس بارہ میں مکمل خاموش ہے کہ کس قدر غرباء اور مسافروں کے لئے چھوڑا جائے۔

پھر غرباء کی کوئی تعریف نہیں کی کہ کس شخص کو غریب قرار دے کر اس کی مدد کی جائے اور یہ کہ مدد کی جائے۔ ان ہر دو باتوں کے بارہ میں بھی موسوی شریعت خاموش ہے۔

لیکن اس کے برعکس اسلام نے خود تعریف کردی کہ ہم غریب کس کو کہتے ہیں۔ اور اس کی کس حد تک معاونت فرض ہے اور بتا دیا کہ دیکھو بعض غریب ایسے بھی ہوتے ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے ان کو مدد سے محروم نہ کیا جائے بلکہ ان کی مدد کا بھی پورا خیال رکھنا ہوگا۔ اور پھر غریب کی مدد کی صورت اور وقت بھی بتا دیا کہ کب مدد کرنا تم پر فرض ہو جاتا ہے فرمایا۔

"اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ" (البلد)

کہ قحط سالی کے ایام میں یتیم کو خود کھانا کھلانا اور یتیم کون جو تمہارے زیادہ قریب ہے اور اس کے بعد ایسے مساکین کو جو نان و نفقہ کے ہاتھوں ذلت برداشت کر رہے ہوں۔ ایسے حالات میں ان کی مدد کرنا تمہارا فرض ہے اور پھر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا۔

"لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی" (البقرہ)

کہ اپنے صدقات کو احسان جتلانے اور دکھ دینے کے ساتھ ضائع نہ کر دینا۔

الغرض موسوی شریعت میں اول تو زکوٰۃ کی کوئی معین اور واضح صورت نہیں ملتی۔ پھر اس کی مقدار کی تعیین بھی نہیں کی گئی اور یہ کہ امیر و غریب برابر کا مکلف ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ زکوٰۃ کس قسم کے افراد کی کن صورتوں میں مدد کی جائے۔ کوئی تشریح و تفصیل نہیں۔ اور یہ کہ اس کے حصول کی نگرانی کس کے ذمہ ہوگی؟ کوئی وضاحت نہیں۔ کوئی بیان نہیں۔ الغرض موسوی شریعت میں اسے کسی باقاعدہ نظام کی صورت میں ہرگز پیش نہیں کیا گیا جبکہ اسلام نے ایک باقاعدہ نظام کی شکل میں اسے پیش کیا۔ اس کے احکام کو واضح طور پر بیان کیا اور خلیفہ وقت کو اس کی وصولی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ پھر اس کے مصارف بھی بیان کر دیئے اور ان کی حد کی تعیین بھی کردی ہے۔

## عیسوی شریعت میں زکوٰۃ:

عیسوی شریعت میں نہ تو زکوٰۃ کی کوئی مقدار بیان ہوئی ہے نہ مصارف بیان ہوئے ہیں نہ ان کی کوئی تعیین کی گئی ہے البتہ کہیں کہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور خلوص نیت پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ لوقا باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ

"پھر اس نے آنکھ اٹھا کر ان دولت مندوں کو دیکھا جو اپنی نذروں کے روپے ہیکل کے خزانہ میں ڈال رہے تھے اور ایک کنگال بیوہ کو بھی اس میں دو دمڑیاں ڈالتے دیکھا اس پر اس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کنگال بیوہ نے سب سے زیادہ ڈالا۔"

الغرض عیسوی شریعت میں نہ تو کوئی مقدار مقرر کی گئی نہ اس کے مصارف بیان ہوئے ہیں نہ اسے ایک مکمل نظام کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ البتہ موسوی شریعت کے تابع ہونے کی وجہ سے فقط بیت المقدس کی تعمیر و مرمت اور خیمہ کے ساز و سامان کی رسید گی کے لئے ہوگا۔ اور اس میں سے اگر بچ رہ جائے لاویوں کے لئے اور اگر پھر بھی بچ جائے تو کچھ حصہ غرباء کے لئے بھی کا کوئی تعیین و توضیح نہیں۔ اس کے برعکس اسلام نے زکوٰۃ کی کم از کم ایک حد مقرر کی کہ اس حد تک اس کی ادائیگی لازمی ہے اور پھر اس سے زائد دینے سے منع بھی نہیں کیا۔ بلکہ انہیں بار بار صدقہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ دولت مندوں کو چاہیئے کہ صدقہ و خیرات کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ قیامت کے روز ان دولت مندوں سے جو خرچ نہ کرتے تھے کہا جائے گا "ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ" اسی طرح ان کے بارہ میں یہ الفاظ فرمائے:-

"وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ" (توبہ)

الغرض اسلام نے اہل اموال کو ارتکاز مال سے منع فرمایا نیز زکوٰۃ کی ایک شرح مقرر کی اور پھر اس سے زائد خرچ کرنے کی بھی ترغیب دی اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس خرچ کو حق اور فرض غرباء و مساکین اور دوسرے حاجت مندوں کے لئے مخصوص فرمایا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"توخذ من اغنیاءھم وترد علی فقراءھم"

کہ زکوٰۃ کی رقم صرف امراء سے لی جائیگی اور اسے فقراء و مساکین میں تقسیم کیا جائیگا اور یہی اسلامی زکوٰۃ کی اصل حقیقت ہے۔

## ایک اعتراض اور اس کا جواب:

بعض مستشرقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے زکوٰۃ کی بہت قلیل شرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مستعملین پر واجب کی ہے یعنی عام مال پہ تقریباً اڑھائی فیصد۔ پھر اس قلیل رقم سے غرباء کی حاجت روائی کیونکر ہو سکے گی اور نہ ہی اس سے ملکی اور حکومتی ضروریات پوری ہو سکیں گی؟

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے زکوٰۃ صرف اور صرف غرباء و مساکین اور دوسرے حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے وقف کی ہے وگرنہ ملکی ضروریات مثلاً فوج کے خرچ کے لئے "مال غنیمت" اور "فیئ" کو رکھا ہے جبکہ زکوٰۃ فقط حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے رکھا گیا ہے۔

پھر یہ کہنا کہ زکوٰۃ کی رقم صرف اڑھائی فیصد ہے۔ یہ بھی درست معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ زکوٰۃ ان معنوں کے لحاظ سے اڑھائی فیصد ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ زکوٰۃ کی شرح منافع پر نہیں بلکہ اصل زر پر اڑھائی فیصد لی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تو منافع کا تیس سے چالیس فیصد بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی بڑھ کر زکوٰۃ کی شرح بن جاتی ہے کیونکہ اڑھائی فیصد کی ادائیگی منافع پر نہیں بلکہ اصل زر پر ہے۔

اس کی حقیقت اس مثال سے ثابت کی جا سکتی ہے کہ مثلاً ایک شخص بیس ہزار روپیہ کاروبار میں لگاتا ہے اور سال کے دوران دو ہزار روپیہ کماتا ہے تو اس صورت میں اس سے دو ہزار پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی بلکہ بائیس ہزار پر زکوٰۃ لی جائے گی اور اس حساب سے زکوٰۃ کی رقم پانچ سو پچاس روپے بنے گی جو نفع کا تقریباً تیس فیصد بنتا ہے۔

اس مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مستشرقین کا یہ اعتراض کہ اسلام میں زکوٰۃ کی رقم بہت قلیل رکھی گئی ہے کہ جس سے ملکی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں ہرگز درست نہیں۔ وھو المراد۔

# لجنات اماء اللہ کے مرکزی سالانہ اجتماع ۱۹۷۸ء کی مختصر روداد

اٹھارھواں سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ۲۰ر، ۲۱ر، ۲۲ر اکتوبر کو بخیر و خوبی انجام پا گیا۔

امسال سالانہ اجتماع میں ربوہ کے علاوہ کل ۱۶۷ لجنات ۱۳۲۲ نمائندگان و زائرات نے شرکت کی جبکہ ۱۳۲ لجنات سے ۴۱۸ نمائندگان شرکت کے لئے تشریف لائیں۔ ربوہ کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

الحمد للہ کہ یہ تعداد پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہے۔

## پہلا اجلاس - ناصرات الاحمدیہ

۲۰ر اکتوبر بروز جمعہ سالانہ اجتماع کا آغاز ناصرات الاحمدیہ کی کارروائی سے ہوا۔ صبح سات بج کر دس منٹ پر محترمہ سیدہ فوزیہ انجم صاحبہ نے تلاوت قرآن مجید کی اور محترمہ خالدہ اشرف صاحبہ نے نظم پڑھی۔

عہد نامہ کے بعد مکرمہ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ناصرات الاحمدیہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ اجتماع کا ایک بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی اجتماعی حیثیت کا احساس دلایا جائے۔ نیکیوں کی طرف مائل کیا جائے۔ اجتماع کا دوسرا بڑا مقصد آپ کے دل میں مرکز کی محبت پیدا کرنا ہے۔ یہاں آ کر آپ کو بزرگوں کی صحبت حاصل کرنے، دعائیں کرنے، مرکز کی برکتیں حاصل کرنے، حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات سننے اور ایک آواز پر اکٹھے ہونے کا موقع ملتا ہے۔ مرکز سے وابستگی سب سے اہم چیز ہے۔ آپ نے سچائی، سادگی، دیانتداری، خدمت خلق، محنت کی عادت، ایک دوسرے سے تعاون و ہمدردی و معافی کا جذبہ، صفائی، کسی کو دکھ نہ دینا، اپنے رب سے محبت، مذہب و وطن سے محبت، نظم و ضبط، پابندیٔ وقت وغیرہ خوبیوں کے پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ عہدیداران کا بھی فرض ہے کہ وہ بچوں میں ایسی خوبیاں پیدا کریں۔

آخر میں آپ نے مطالعہ قرآن مجید، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ان پر عمل کر کے آپ کی شان مسلمہ، قانتہ، مومنہ اور صابرہ عورت کی شان ہوگی۔

آپ کی تقریر کے بعد ۲۶ر مئی ۱۹۷۸ء کو ہونے والے ناصرات کے امتحان کے انعامات تقسیم کئے گئے۔

امسال بیرون ربوہ سے ۲۳ لجنات کی ۱۳۶ ناصرات نے مختلف مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ ۷ بجکر ۴۸ منٹ پر مقابلہ حسن قرأت معیار اول و دوم ہوا۔ جس میں بالترتیب ۱۲ تا ۱۵ اور ۸ تا ۱۱ سال کی بچیوں نے حصہ لیا۔ یہ مقابلہ سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات یُنْفِقُوْنَ تک اور سورۃ العصر میں سے ہوا۔ مقابلہ معیار اول میں ۱۶ لجنات کی ۲۰ ناصرات نے حصہ لیا۔ منصفین کے فرائض محترمہ امۃ الحکیم لبیقہ صاحبہ، محترمہ انجم آرا صاحبہ لاہور اور محترمہ امۃ الکریم نزہت صاحبہ ربوہ نے سرانجام دیئے۔

منصفین کے فیصلہ کے مطابق

| | | |
|---|---|---|
| اول | قدسیہ روحی صاحبہ | اوکاڑہ |
| دوم | مبشرہ نازلی صاحبہ | ربوہ |
| سوم | سیدہ فوزیہ انجم صاحبہ | ربوہ |
| چہارم | منصورہ کوثر صاحبہ | حافظ آباد |
| | امۃ المعین صاحبہ | کراچی قیادت … |

مقابلہ حسن قرأت معیار دوم کے لئے منصفین کے فرائض محترمہ امۃ الحکیم لبیقہ صاحبہ ربوہ، محترمہ طیبہ تمکین صاحبہ لاہور اور محترمہ نجمہ فرزند علی صاحبہ ربوہ نے سرانجام دیئے۔ اس مقابلہ میں ۲۱ لجنات کی ۲۶ ناصرات میں سے

| | | |
|---|---|---|
| اول | منیرہ نذیر صاحبہ | کراچی قیادت … |
| دوم | عظمیٰ یعقوب صاحبہ | اوکاڑہ |
| سوم | امۃ النور صاحبہ | ربوہ |
| چہارم | طیبہ منیر صاحبہ | کراچی قیادت … |

بعد ازاں ربوہ کی بچیوں نے ترانہ ناصرات الاحمدیہ پیش کیا۔

سوا نو بجے تقریری مقابلہ معیار اول شروع ہوا جس میں ۱۲ تا ۱۵ سال کی بچیوں نے مندرجہ ذیل عناوین پر تقاریر کیں۔

دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ سیرت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ صحابیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے۔ ہر مقررہ کو ۴ منٹ دیئے گئے۔ منصفین کے فرائض … امۃ الکریم وزیر صاحبہ ربوہ، محترمہ امۃ … صاحبہ ربوہ، محترمہ صفیہ عزیز صاحبہ ربوہ نے سرانجام دیئے۔ اس مقابلہ میں ۲۸ لجنات … ۴۳ ناصرات میں سے

| | | |
|---|---|---|
| اول | نعیمہ قادر صاحبہ | کراچی قیادت … |
| | خالدہ اشرف صاحبہ | … |

### سالانہ اجتماع لجنہ مرکزیہ (بقیہ کالم ۱)

| | | |
|---|---|---|
| دوم | لبنیٰ رفیق صاحبہ | ربوہ |
| سوم | یمنیٰ صائمہ صاحبہ | اسلام آباد |
| | فائزہ رفیعہ صاحبہ | لاہور |
| چہارم | قیصر بشریٰ صاحبہ | شیخوپورہ |

مقررات کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے پروگرام کے مطابق تقریری مقابلہ ناصرات معیار دوم قبل از دوپہر نہ ہو سکا۔ اور پہلا اجلاس ختم ہوا۔ (باقی)

## درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے والد محترم شیخ نصیر احمد صاحب آف اوکاڑہ بعارضہ Bone Cancer و بلڈ یوریا شدید علیل ہیں اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ (پروفیسر مسز خالدہ سرور و مسز بشریٰ امین ہاشمی لاہور)

۲۔ میری والدہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ (امیر احمد اشرف گولبازار ربوہ)

۳۔ میرے بڑے بھائی میاں عبدالرحمٰن صاحب آف ڈیرہ غازی خان کا گردے کا اپریشن ہوا ہے۔ (میاں خیر محمد احمدی آف ڈیرہ غازیخان حال ہسپتال کلینک ملتان)

۴۔ مکرم میاں روشن دین صاحب گولبازار ربوہ کی پوتی عزیزہ عظمیٰ مبارکہ دختر عزیزم منور احمد صاحب سعید آف امریکہ نے قرآن کریم ناظرہ ختم کر لیا ہے اور اس کے والدین نے ۴۰/- روپے مساجد فنڈ میں بھجوائے ہیں (وکیل المال اول ربوہ) — احباب سب کے لئے دعا فرمائیں۔

حکیم نظام جان صاحب (مرحوم) کے
مشہور مجربات
۱۹۱۱ء سے شہرہ آفاق

| | | |
|---|---|---|
| حب اٹھرا | مکمل کورس | پچیس روپے |
| نرینہ اولاد گولیاں | " | تیس روپے |
| زدجام عشق | (ایک ماہ کیلئے) | تیس روپے |

حکیم عبدالحمید
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ نمبر ۱۹۰
فون نمبر گوجرانوالہ ۴۴۸۴۷ ربوہ فون نمبر ۲۳۸

اچھی صحت راز ہے زندگی کا

| | |
|---|---|
| تریاق سلیمانی ۵۰/۲، ۶/- | ۱۲-۵۰ |
| سرمہ حمید ۲/- | ۴-۰۰ |
| زدجام عشق | ۱۰-۰۰ |
| حب عصائے پیری | ۱۵-۰۰ |
| حب اکسیر البدن | ۱۰-۰۰ |
| حب اکسیر اٹھرا مکمل کورس | ۳۰-۰۰ |
| شانتی کیپسول ۱۵/- | ۳۰-۰۰ |
| منسوبین کیپسول | ۱۲-۵۰ |
| گولڈن بے بی ٹانک (شربت) | ۵-۰۰ |
| منسوبے بی ٹانک | ۵-۰۰ |
| گیسٹو بین | ۶-۰۰ |

المنار دواخانہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# محمود ٹاؤن

## ایل۔ڈی۔اے سے منظور شدہ سکیم

میں ایک ایک کنال کے ہزاروں پلاٹ جو کہ ۶ سیکٹر پر مشتمل ہے۔ فسٹ سیکٹر کی بکنگ کے لئے فوری رجوع کریں۔

**محلِ وقوع** نیو کیمپس۔ نیو گارڈن ٹاؤن ماڈل ٹاؤن۔ ٹاؤن شپ کے درمیان۔ ملتان روڈ۔ فیروزپور روڈ۔ نہر۔ رائیونڈ روڈ۔ نیز ہر اطراف سے وسیع و عریض شاہراہوں کا جال بچھا ہوا ہے۔

**خصوصیّات** ۱۵۰ فٹ مین روڈ ۶۰ فٹ کی شاہراہ۔ ۳۰ فٹ کی سڑکیں۔ بچّوں کے لئے پارک سکول۔ ڈسپنسری مسجد محمود و مین مارکیٹ۔ نیز نئے دور کی تمام سہولتیں۔ سوئی گیس۔ بجلی۔ سیوریج۔ پانی کی سپلائی اور ٹیلیفون ایکسچینج زیرِ تعمیر ہے۔

منصوبہ کا فسٹ فیس جنوری ۱۹۷۹ء تک مکمّل کیا جا رہا ہے۔

**بکنگ کیلئے** پاکستان میں I.C.F کی تمام شاخوں سے کتابچہ حاصل کر کے فارم پُر کیجیئے اور I.C.F میں قیمت کا ۱/۴ جمع کرا کر رسید کی فوٹو سٹیٹ محفوظ کر لیجیئے مصدّقہ رسید ہیڈ آفس کو روانہ کر کے الاٹمنٹ سرٹیفیکیٹ حاصل کریں جس کے ہمراہ نقشہ ہٰذا بھی لف ہوگا۔

جس جگہ I.C.F کی برانچ موجود نہ ہو تو I.C.F کی اچھرہ شاخ نزد گلیکسی سینما فیروزپور روڈ کے نام ڈرافٹ روانہ فرما کر بکنگ کرائی جا سکتی ہے۔ کتابچہ حاصل کرنے کے لئے دفتر جینیسز بلڈرز 6/B اورنگ زیب بلاک نیو گارڈن ٹاؤن کے نام -/۱۰ روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا نقد ادا کر کے حاصل کریں۔ نقشہ جات و تعمیرات کے ماہرین کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ ڈو بیڈ تین بیڈ کی کوٹھی کے ڈیزائن۔ آپکی پسند ہماری تعمیر۔

**ربوہ** میں پاک گولڈ سمتھ گول بازار۔ فون ۵۵۰

**راولپنڈی اسلام آباد کیلئے** برلاس ڈرائی کلینرز مین مارکیٹ سیٹلائیٹ ٹاؤن۔ فون ۴۰۹۲۳ سے رابطہ قائم کریں۔

**دیگر تفصیلات کیلئے** I.C.F کی کسی شاخ یا نیو پاک جیولرز ۱۱۱ فیروزپور روڈ لاہور۔ فون ۴۱۰۹۷۴ یا ہیڈ آفس جینیسز بلڈرز 6/B اورنگ زیب بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور فون ۸۵۳۵۵۰ پر رابطہ قائم کریں۔